

رسائل و مسائل

”مقام سنت“

سوال مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی رہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے لیکن کچھ لوگ صرف قرآنی وحی کے قائل ہیں۔ ان لوگوں کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی ہر بات وحی پر مبنی تھی تو پھر بعض باتوں پر آپ کو قرآن میں ٹوکا کیوں گیا ہے اور دوسروں کے کہنے پر آپ نے بعض اوقات اپنی رائے بدلی کیوں ہے جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور کی جانب سے ایک کتاب ”مقام سنت“ شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی غیر قرآنی وحی کے قائلین اور منکرین کے دلائل کا مقابلہ اور ان پر تنقید کرتے ہوئے مذکورہ بالا دلیل کو دہرایا گیا ہے، بلکہ مصنف نے اسے ایک لاجواب دلیل کے طور پر پیش کر کے اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ احادیث قدسی اور پیشین گوئیوں وغیرہ کو چھوڑ کر باقی معاملات میں آنحضرت کا قول و فعل وحی نہیں۔ اس لیے قابل رد و قبول ہے۔ براہ کرم واضح کریں کہ وحی کو صرف قرآن میں متعین کرنے یا اسے اسوۂ نبوی کے ایک قلیل حصے تک محدود سمجھنے کا نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

”مقام سنت“ کتاب کے بعض دیگر مباحث بھی بہت خوب طلب ہیں معلوم نہیں آپ نے دیکھے ہیں یا نہیں۔ ایک جگہ انہوں نے حجۃ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہ بتاتی ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے ماہین عمر بھر یہ اختلاف چلتا رہا کہ آیا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم غسل جنابت کا قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہیں، حالانکہ قرآن میں دو جگہ صاف موجود ہے کہ ایسی صورت میں تیمم کر لو۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ دونوں صحابی قرآن سے بھی ناواقف تھے اور کوئی دوسرا بھی

انہیں بتلنے والا نہ تھا یا قرآن صحابہ کرام کے نزدیک آخری تحیت نہ تھا؛ پھر اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ حضرت عمارؓ تمیم کے حق میں دلیل یہ دیتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے لیکن حضرت عمرؓ کی تشفی اس سے بھی نہ ہوئی، البتہ بعد کے لوگوں کی تشفی ہو گئی مگر وہ بھی قرآن سے نہیں بلکہ اسی حدیث سے کیونکہ ان کے ہاں بھی حدیث قرآن پر مقدم ہے۔ غرضیکہ اس متفق علیہ حدیث پر بڑے لمبے چوڑے اعتراضات کیے گئے ہیں اور دل کھول کر مذاق اڑایا گیا ہے جس سے طبیعت سخت پریشان ہوئی۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے؛ اس کی حقیقت کیا ہے؛

جواب منصب رسالت کی عزت و عظمت کو گھٹانے اور نبی کی سنت سے امت کا رشتہ توڑنے اور سنت کی حیثیت کو لوگوں کی نگاہوں میں مستہ اور غیر اہم بنانے کے لیے منجملہ دیگر نظریات کے ایک نظر یہ بھی وضع کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بس ایک ہی قسم کی وحی نازل ہوئی ہے جو قرآن کی دونوں ذقیوں کے مابین بند ہے اور اس سے باہر کسی قسم کی وحی کے وجود کو تسلیم کرنا یہودیوں کا عقیدہ ہے جسے اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سنت کی تقدیس کو مجروح کرنے کے علاوہ اس نظریے سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ سنت چونکہ مبنی بر وحی نہیں ہے اس لیے وہ محض نبی کی ایک اجتہادی رائے ہے جسے قانون واجب الاتباع کی حیثیت حاصل نہیں ہے بلکہ ہم اپنے اجتہاد سے اس کے خلاف فیصلے بھی کر سکتے ہیں۔

اس نظریے کی لغویت بالکل واضح ہے، کیونکہ قرآن ہی سے ثابت ہے کہ وحی متلو اور وحی مکتوب کے علاوہ بھی کثرت وحی نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خدا کے ہر نبی پر نازل ہوتی رہی ہے جس پر خود عمل کرنا اور جس کی تعمیل پوری امت سے کرانا انبیاء کے عین مقاصد بعثت میں شامل تھا اور جس کے بارے میں یہ شبہ کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے کہ شاید یہ اس طرح کی غیر شعوری یا جتنی وحی ہو جو کھٹی کی طرف کی جاتی ہے یا یہ اس طرح کی تکوینی وحی ہو جو آسمان یا زمین کے بے جان مادے کی جانب ہوتی ہے۔ لیکن منکرین سنت کا پسندیدہ طریقہ کار یہ ہے کہ میٹھا میٹھا ہٹپ کر لیا جائے خواہ وہ حدیث ہی میں کیوں نہ ہو اور کڑوا کڑوا انھوک دیا جائے خواہ وہ قرآن ہی میں کیوں نہ نظر آئے۔ اس لیے وحی غیر متلو کا جو ثبوت قرآن میں ہے اس کا تو اس گروہ کے ہاں بھولے سے بھی ذکر نہیں ہوتا، لیکن قرآن اور حدیث دونوں جگہ اس بات کی بڑی چھان بین کی جاتی ہے کہ

کہیں اس امر کا کوئی ثبوت ملے کہ قرآنی وحی کے ماسوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی وحی نہیں کی گئی۔ اس ثبوت کی فراہمی میں تو ناکامی ہوئی ہے، البتہ قرآن و حدیث میں گنتی کے چند واقعات ایسے ضرور مل گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سچی کے کسی فعل پر بذریعہ وحی تنبیہ کی گئی ہے یا نبی نے کسی کے کہنے پر اپنی رائے بدل دی ہے۔ چنانچہ اسی مسئلے سے اپنے حق میں استدلال کی ایک عمارت کھڑی کر دی گئی ہے۔

اگر اس استدلال کو ادنیٰ غور سے بھی دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں جن واقعات کو بطور دلیل پیش کیا جا رہا ہے ان سے نہ تو منکرین وحی غیر متلو کے دعوے کی تائید ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے جمہور مسلمین کے دعوے کی تردید ہوتی ہے۔ منکرین کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کے علاوہ نبی پر کسی بھی معاملے میں سر سے وحی نازل ہوئی ہی نہیں اور واقعات مذکورہ سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض معاملات ایسے بھی ہیں جن میں وحی نازل نہیں ہوئی یا جن میں وحی کے نزول میں کچھ توقف ہو گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے منکرین کا دعویٰ اثبات کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے برعکس ہمارا (یعنی منکرین کو چھوڑ کر دیگر مسلمانوں کا) دعویٰ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو وہ عین مبنی بروحی ہے اور وحی کی رہنمائی میں سر انجام پایا ہے اس لیے منشاء و رضائے الہی کا بہترین مظہر ہے یا پھر کوئی فعل اگر جادہ وحی سے ذرہ بھر بھی متفاوت ہوا ہے تو فوراً وحی کے ذریعے سے اس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ عصمت انبیاء کا یہی تصور ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ صرف محدودے چند واقعات و معاملات کے ماسوا معاملات کی عظیم الشان اکثریت ایسی ہے جن میں آنحضرت کے طرز عمل کی بیاریا تو عین وحی پر تھی یا پھر وہ متفضانے وحی اور منشانے الہی کو ایسے مثالی اور مطلوب انداز میں پورا کرتا تھا کہ اس میں اصلاح بذریعہ وحی کی ضرورت ہی باقی نہ رہی تھی اور اس بارے میں وحی کا سکوت یا عدم نزول بھی درحقیقت ایک مہر تصدیق کی حیثیت رکھتا ہے ورنہ جس نبی پر وحی کی کٹری نگرانی کا یہ عالم ہو کہ حجر و لب کی جنبش کو لا تُتَخَرَّكُ يَدُ لِسَانِكَ کہہ کر ٹوک دیا جائے اور فقط چین مجبین ہونے پر سورت نازل ہو جائے، اس نبی کے بارے میں بھلا کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ امور نبوت کی انجام دہی میں وہ منشانے ربانی سے مبرم و تجاوز کرے اور وحی اس کا فوری تدارک نہ کرے۔ لہذا محض چند واقعات کو چن کر دکھا دینے سے ہمارے اس دعوے کی تردید نہیں ہوتی کہ فی الجملہ اور بحیثیت مجموعی

پورا اسوہ نبویہ وحی کی رہنمائی پر مبنی ہے، بلکہ برعکس اس کے تنبیہ و استدراک کی غرض سے وحی کے نزول کا صرف چند واقعات تک محدود ہونا تو ہمارے دعوے کو اور زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔

فرقی مخالف یہاں یہ اعراض کر سکتا ہے کہ تم نے عاقبت المسلمین کی جانب یہ مسک منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا ایک عظیم حصہ وحی پر مبنی ہے حالانکہ ان میں تو بہت سے ایسے ہیں جو نبی کی ہر بات کو وحی سمجھتے ہیں اور وہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وحيٌ يُوحىٰ کو اپنے حق میں پیش کرتے ہیں۔ میں اس کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ ان دونوں باتوں میں کوئی حقیقی مخالف نہیں ہے۔ فرضاً رسالت کی ادائیگی میں جن ہزاروں اقوال و افعال اور اوامر و نواہی کا صدور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہوا ہے، ان میں سے ایک نہایت قلیل اور انشاء کا المعدم حصے کے وحی پر مبنی نہ ہونے سے وہ اصول نہیں ٹوٹتا جو اِنْ هُوَ اِلَّا وحيٌ يُوحىٰ سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو بات ننانوے فی صد بلکہ اس سے بھی زائد اکثریت کے بارے میں صحیح ہو اُسے اگر کلیے کے طور پر بیان کر دیا جائے تو یہ اسلوب بیان صداقت سے کچھ زیادہ بعید نہیں ہے۔ کلی اور عمومی حکم لگانے میں اعتبار ہمیشہ کثرت ہی کا ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو انگریزی کے ایک منقولے میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ بعض مستثنیات ایسی ہوتی ہیں جو قاعدہ کلیہ کی تردید نہیں بلکہ تصدیق کرتی ہیں۔

THERE ARE SOME EXCEPTIONS WHICH PROVE THE RULE

بہر کیف امر حق یہی ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی آنحضرت پر بکثرت وحی کا نزول ہوا ہے اور جن بعض معاملات میں وحی کا نزول نہیں ہوا لیکن وہ منصب رسالت سے تعلق رکھتے تھے، ان میں عدم نزول وحی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ معاملات نشائے ایزدی کے عین مطابق ہیں اور واجب التعمید اور قابل اتباع ہونے کے لحاظ سے ان میں اور مبنی بروحی احکام میں کوئی فرق نہیں۔ اس لیے کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ اطاعت رسول کے قلاوے کو اپنی گردن سے اتارنے کے لیے وہ یہ غدر تراش لے کہ احکام رسالت یا ان کا کوئی حصہ مبنی بروحی نہیں یا اُس کے مبنی بروحی ہونے کا کوئی ثبوت اُس کے نزدیک موجود نہیں ہے۔

جہاں تک ادارہ ثقافت اسلامیہ کی کتاب "مقام سنت" کا تعلق ہے، وہ ہماری نگاہ سے بھی گزری ہے۔ اسے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے گویا کہ مصنف "انکار می کنیم" کے مسلک پر کار بند ہیں۔ شروع میں تو انہوں نے بزعم خویش "روایت پرستوں" اور منکرین روایات کے کپوں سے ہٹ کر ان دونوں سے یکساں فاصلے پر اپنا کپ ایک ثالث بالخیر کی حیثیت سے الگ جمایا ہے لیکن جیسے جیسے قاری دوران بحث ان کے ساتھ آگے بڑھتا ہے تو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے وہ منکرین روایات کے کپ سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جہاں ہم جیسے روایت پرست یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ شاید مصنف میں اور منکرین روایات میں بس بالشت بھر سی کا فاصلہ رہ گیا ہے اور کہیں کہیں وہ منکرین ہی کے ہتھیار مستعار لے کر "روایت پرستوں" کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں۔ نقل کردہ اقتباسات ہی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ آغاز تو وہ یہاں سے فرماتے ہیں کہ حضور کی تمام باتیں مطابق وحی ہیں لیکن عین وحی نہیں، البتہ ان کا ایک مختصر حصہ الہام ہے اور انجام اس پر ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین مقامات ایسے ہیں جہاں احادیث کو الہامی مانا جا سکتا ہے اور چونکہ معاملات تبدیل ہوتے ہیں اس لیے دور نبوی کی بہت سی باتیں کسی دوسرے دور میں قابل رد و بدل بھی ہو سکتی ہیں۔ قصہ کوتاہ گشت درندہ دوسرے بسیار بود۔

صحیحین کی حدیث تیمم پر جو خامہ فرسائی اور حاشیہ آرائی "مقام سنت" میں کی گئی ہے اسے دیکھنے کا موقع بھی ملا ہے اور سخت تعجب اور افسوس ہوا ہے کہ خود مغالطہ میں پڑ کر دوسروں کو بھی کیوں مغالطہ میں ڈالا گیا ہے اور ادنیٰ غور و تأمل کے بغیر سلف سے لے کر خلف تک تمام صحابہ و محدثین کو نشانیہ تضحیک و استخفاف بنانے کی جرأت کیسے کر لی گئی ہے۔ اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ غسل و تیمم کی بحت قرآن میں جن دو مقامات (سورہ نسا و مائدہ) میں آئی ہے وہ یہ ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِدِينَ سَبِيلًا حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَايَةِ أَوْ لَمْ يَمْسَسْكُمْ الْمَاءُ فَمَدَّ يَدَيْكُمْ فَامْسُوا بِمَاءٍ مِّنْ تَحْتِ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا... (النسا) وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَأَطَهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ

عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَايِبِ أَوْ لَمْ تُسْتَمِ الْبِنَاءُ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا . . . (المائدہ)۔ دونوں جگہ پہلے جہاں جنباً کا ذکر ہے وہاں تو تَغْتَسِلُوا اور فَا طَهَّرُوا کے الفاظ آئے ہیں اور آگے جہاں پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی اجازت بیان ہوئی ہے وہاں لَمْ تُسْتَمِ الْبِنَاءُ کے الفاظ ہیں جو اگرچہ کناۃ مجامعت کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں لیکن اس بارے میں راحت کے حامل بہر حال نہیں ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مس کے اصل معنی چھونے ہی کے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کے معنی اور مراد متعین کرنے میں صحابہ میں بھی اور تابعین و ائمہ مجتہدین میں بھی اختلاف رونما ہوا ہے۔ لَمْ تُسْتَمِ الْبِنَاءُ کے معنی عورتوں کو مجرد ہاتھ لگانے کے بھی لیے گئے ہیں، شہوت سے ہاتھ لگانے کے بھی لیے گئے ہیں۔ اور مجامعت کے بھی لیے گئے ہیں صحابہ کرام

میں حضرت عمرؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت میں مباشرت کا نہیں بلکہ چھونے کا ذکر ہے۔ اسی رائے کو امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام زہریؒ، امام نخعیؒ اور بعض دیگر ائمہ نے لیا ہے۔ اس کے برعکس حضرت علیؓ اور بعض دیگر صحابہ نے مس کا مفہوم مجامعت سمجھا ہے اور اسی مسلک کے حامل امام ابو حنیفہؒ اور بعض دیگر فقہاء ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ آیت میں دو معنوں کا احتمال ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ یا بعض دیگر اصحاب جو لَمْ تُسْتَمِ سے مراد مجامعت نہیں لیتے، ان کے خلاف اس آیت کی بنا پر حجیت کیسے قائم کی جاسکتی ہے اور اگر ازالہ جنابت کے لیے تیمم کا جواز ان کے نزدیک اس آیت سے نہ نکلتا ہو تو ان کے خلاف قرآن کی مانعیت یا قرآن سے جہالت کا بھیانک الزام کیسے عائد کیا جاسکتا ہے؟ اسی طرح اگر اس مسلک کے قائلین تک کوئی ایسی روایت نہ پہنچی ہو یا ان کے نزدیک وہ قابل قبول نہ ہو جس میں غسل جنابت کے بجائے تیمم کی اجازت ہو تو آخر اس بنا پر بھی انہیں کیوں مورد طعن بنایا جائے؟

حضرت عمرؓ کے خلاف چونکہ خاص طور پر حضرت عمارؓ کی حدیث کے رد کرنے کا الزام ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس حدیث کی پوری تفصیل بیان کر دوں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جب سفر میں پانی کی نایابی کی وجہ سے حضرت عمارؓ کو غسل کی حاجت پیش آئی تھی اور ان کے دریافت کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے تیمم کو کافی قرار دیا تھا تو حضرت عمارؓ کے بیان کے مطابق اُس وقت حضرت عمرؓ بھی موجود تھے مگر اتفاق کی بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہ سارا واقعہ بھول گیا، حتیٰ کہ جب بعد میں حضرت عمارؓ نے انہیں یاد دلایا تب بھی انہیں یاد نہ آسکا۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کو جب حضرت عمارؓ نے بتایا ہوگا کہ یہ واقعہ آپ کے سامنے کا ہے تو حضرت عمرؓ کو اور بھی تعجب ہوتا ہوگا اور ممکن ہے آپ نے یہ خیال کیا ہو کہ جس واقعہ میں وہ خود شریک تھے اُسے اگر حضرت عمارؓ نے یاد رکھا ہے تو وہ اس کو کیسے فراموش کر سکتے تھے؛ غالباً اسی وجہ سے انہوں نے حضرت عمارؓ کی بات ماننے میں تامل کیا اور اپنے اسی مسلک پر قائم رہے کہ تیمم غسل کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور جنبی جب تک نہانہ لے اس کی نجاست زائل نہیں ہو سکتی۔

باقی رہا یہ سوال کہ حضرت عمرؓ نے جس حدیث کو قبول نہ کیا اُسے دوسروں نے کیسے قبول کر لیا تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب تو یہی ہے کہ حضرت عمرؓ کو قدرتی طور پر یہ امر مستبعد معلوم ہوتا ہوگا کہ ایک ہی واقعہ کو وہ بھول جائیں لیکن عمارؓ نہ بھولیں، لیکن دوسروں کو حضرت عمارؓ کی روایت تسلیم کرنے میں وہ نفسیاتی اشکال پیش نہیں آسکتا تھا، جو حضرت عمرؓ کی راہ میں حائل تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ پانی کی نایابی کی صورت میں غسل کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیمم کی اجازت دینا بعض دوسرے صحابہ سے (مثلاً حضرت عمرؓ ان سے صحیحین ہی میں) مروی ہے اور یہ بات بعید از فہم و قیاس نہیں کہ جب محدثین نے اس مضمون کی احادیث کو مختلف طریقوں سے جمع کیا ہوگا تو انہیں اس بات کا کامل یقین ہو گیا ہوگا کہ اس معاملے میں حضرت عمرؓ کو تقاضائے بشریت نسبتاً لائق ہوا ہے اور حضرت عمارؓ اور دوسرے صحابہ کی روایت ہی صحیح ہے۔

افسوس ہے کہ بخاری و مسلم کی مذکورہ بالا حدیث کے خلاف اعتراضات کا انبار لگانے اور عجیب و غریب نکتہ آفرینیاں کرنے سے قبل نہ تو قرآن کے الفاظ پر غور کیا گیا اور نہ کسی تفسیر، حدیث یا فقہ کی کتاب میں اس معاملے کی تفصیلات دیکھنے کی زحمت کو ادا فرمائی گئی۔ بس حجۃ اللہ کی ایک عبارت دیکھ کر طرہ تو عرض اور طعن و تشنیع کی رگ پھڑک اٹھی اور حضرت عمرؓ سے لے کر شاہ ولی اللہ صاحب تک سب کی خبریں ڈالی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ اللہ کو بھی مکمل نہیں پڑھا گیا و نہ اسی کتاب سے یہ معلوم ہو جاتا کہ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ

کا مفہوم و مدلول مختلف فیہ ہے، نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ حضرت عمرؓ اس آیت سے ناواقف نہیں تھے بلکہ اسے ظاہر الفاظ پر محمول کرتے تھے۔ حجۃ اللہ حصہ اول، فصل تیمم میں صاف لکھا ہے: کان عمرا بن مسعود رضی اللہ عنہما لا یریان التیمم عن الجنابة وحملا الایة علی اللمس وانه ینقض الوضوء (حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے یہ تھی کہ جنابت سے پاک ہونے کے لیے تیمم کافی نہیں۔ وہ آیت (لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ) کو فقط چھونے پر محمول کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عورت کو چھونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔

مقام حیرت ہے کہ جو لوگ علم و تحقیق کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس افسوس ناک حد تک تباہی و تباہی ہیں وہ "مقام سنت" کو متعین کرنے بیٹھ جاتے ہیں!

رسالة ترجمان القرآن

کے خریداروں اور ایجنٹوں سے گزارش ہے کہ منی آرڈر بھیجتے وقت یا خط و کتابت کے سلسلے میں اپنے نمبر خریداری یا ایجنسی نمبر کا حوالہ ضرور تحریر کیا کریں۔ نئے خریدار اپنے مکمل پتے کے ساتھ جس ماہ سے وہ رسالہ جاری کروانا چاہیں اس کا حوالہ بھی منی آرڈر کو پن پر تحریر فرما دیا کریں۔

یہ ترجمان القرآن لاہور